خلع کا بڑھتا ہوا رجحان اسباب اور تدارک سیرت کے آئینے میں

* حافظ محمد نعمان خان

** ڈاکٹر سید غضنفر احمد

ABSTRACT

It has been observed that in last few years the rate of demand of Divorce by the way of khula has up to some extent and became one of the major factors of distortion and instability in the society. Though we find the case of demand of Divorce (Khula) in the era of Holy Prophet Muhammad (Peace be upon him), but as the last option. Here, in our society it becomes the priority solution. This article covers the main reasons for demand of Divorce (Khula) and its appropriates solutions in the light of seerah of the Holy Prophet (SAWW).

اللہ رب العزت نے حضرت انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور انہی میں سے انبیاء کرام علیہم السلام کو منتخب کیا جو انہی کی رہنمائی کیلئے مختلف ادوار میں مبعوث کیے گئے۔

اسلام نے مرد و عورت کے درمیان قائم تمام رشتوں کو نہ صرف غیر معمولی اہمیت دی ہے بلکہ ان میں مضبوطی و استحکام اور احترام پیدا کرنے کی غرض سے ہر طرح ہدایت بھی بہم پہنچائیں۔ اللہ رب العزت نے اسلام کو ایسا دین کامل بنایا ہے کہ جس میں عبادات اور معاملات کا جامع نچوڑ بیان کیا گیا ہے۔ اسلام نے جہاں انسان کو ایک خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیا وہی انسان کی نفسانی خواہشات کا بھی خیال رکھا اور نکاح جیسی عظیم سنت کو متعارف کرایا اور اسکو نصف ایمان کی تکمیل کا ذریعہ بنایا۔ نکاح سے ایک حسین ازدواجی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں کام آنے کا موقع میسر آتا ہے۔ لیکن اگر میاں بیوی ایک دوسرے سے راضی نہیں اور انکو اس بات کا علم ہے کہ اب مزید ایک دوسرے کے ساتھ نہیں رہ سکتے اور "حدود اللہ" کو قائم رکھنا مشکل نظر آرہا ہے تو مرد کو طلاق دینے کا حکم اور اختیار دیا اور عورت کو مطالبۂ طلاق (خلع) لینے کا اختیار دیا۔

☆ ریسرچ اسکالر: شیخ زاید اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی

☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی

اسلام نے جہاں مرد کو طلاق دینے کا اختیار دیا وہی عورت کو مطالبہ طلاق (خلع) کا اختیار دیا یہ اسلام کی عظمت ہے، کہ بشری کمزوریوں کی وجہ سے بعض اوقات زوجین کیلئے حدود شرع کے اندر رہتے ہوئے ازدواجی زندگی کو قائم رکھنا عملاً ممکن یا مشکل تر ہو جاتا ہے ایسے میں اگر اس بندھن سے خلاصی کی کوئی صورت نہ ہوتی تو بہت لوگوں کی زندگی عذاب بن جاتی، اسی لیے شریعت مطہرہ نے انتہائی ناپسندیدہ قرار دیئے جانے کے باوجود طلاق یعنی ازدواجی رشتے کو خوشگوار انداز میں ختم کرنے کا ایک راستہ رکھا ہے۔

لیکن آج ہم جب طلاق اور خلع کے اعداد و شمار کو جمع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شرح میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک شمارياتی تجزیئے کے مطابق دارالافتاء میں آنے والے سوالات یا مسائل میں سے تقریباً پچاس فیصد کا تعلق طلاق و خلع اور گھریلوں نا چاقیوں سے ہے۔ اگر بروقت اور موثر روک تھام کی کوشش نہ کی گئی تو پھر بلا مبالغہ معاشرتی اور سماجی اعتبار سے مسائل بہت پیدا ہونگے۔ کیو نکہ یہ صرف مرد و زن کے درمیان جدائی نہیں ہوتی بلکہ دو خاندان آپس میں دست و گریباں ہو جاتے ہیں خونی رشتوں میں دڑاریں پڑ جاتی ہیں اور سب سے زیادہ نقصان بچوں کا ہوتا ہے۔ طلاق کے بعد عورت اگر دوسرا نکاح کر لے تو بچوں پر پوری توجہ نہیں دے پاتی اور بچے ذہنی کشمکش کا شکار ہو جاتے ہیں اور ساری عمر حقیقی شفقت پدری سے محروم زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جس کا مظہر ہم روز ہونے والے واقعات میں دیکھ سکتے ہیں۔

اب طلاق و خلع کی شرح میں اضافے کے اسباب کا جائزہ لینا ہے انکے اصل محرکات کیا ہیں، ان کا سدباب کیسے کیا جا سکتا ہے ان تمام باتوں کو سیرت کے آئینے میں دیکھتے ہیں اور معاشرے میں پھیلنے والی اس خرابی کو ختم نہیں تو کم ضرور کرنے کی کوشش تو کی جا سکتی ہے۔

اس اہم موضوع پر لکھنا وقت کے ساتھ انصاف کرنے کے مترادف ہے بلاشہ طلاق اور خلع کا بڑھتا ہوا رجحان ہمارے معاشرے کو تباہی کی طرف دھکیلنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ جسکی وجہ سے ہم اپنی تہذیب و تمدن سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور جس طرح کنواری لڑکیوں کی خاصی تعداد ہے ایسی طرح مطلقہ خواتین کا بھی روز بہ روز اضافہ ہو رہا ہے۔ جہاں شریعت نے طلاق اور خلع دینے کا حکم دیا وہی اسکا طریقہ بھی بتایا۔ جبکہ یہاں ہر چھوٹی چھوٹی بات پر طلاق وہ بھی تین طلاقیں ایک ساتھ دینے کا رواج عام ہو گیا اور عورت بھی نامناسب حالات میں خلع کیلئے عدالت کی دہلیز پر پہنچ جاتی ہے۔ اس مضمون میں ہم سب سے پہلے خلع کی تعریف مستند اور معتبر کتب سے کرینگے پھر سیرت کی روشنی میں اسباب و تدارک کو بیان کرینگے۔

خلع، عربی زبان کا لفظ ہے اور خَلْع'' سے نکلا ہے جس کے معنی ''اتارنے'' کے آتے ہیں، عرب کہتے ہیں کہ خَلَعتُ اللباس، میں نے لباس اتار دیا، اس لفظ کو زوجین کی جدائی کیلئے اس لئے مستعار لیا گیا ہے کہ قرآن کریم میں شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے اور خلع سے دونوں اپنا یہ معنوی لباس اتار دیتے ہیں۔ (۱)

علامہ ابن ہمام علیہ رحمہ نے خلع کی اصطلاحی تعریف اس طرح کی ہے:

''ازالۃ الملک النکاح ببدل بلفظ الخلع''

''خلع کے لفظ کے ذریعے معاوضہ لے کر ملک نکاح کو زائل کرنا'' (۲)

امام راغب اصفہانی علیہ رحمہ نے خلع کی تعریف اس طرح بیان کی ہے۔

اَلْخُلْعُ: اس کے معنی اتار دینے کے ہیں۔ اور انسان کا اپنے کپڑے وغیرہ اور گھوڑے کا جھول اور پوزی وغیرہ اتارنے پر بولا جاتا ہے۔(۳)

قرآن پاک میں ہے۔

''فَا خْلَعْ نَعْلَیْکَ''

توتو اپنے جوتے اتار ڈال۔(سورۃ طٰہٰ: آیت،21)

مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمہ اپنی شہرہ آفاق کتاب بہار شریعت میں خلع کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔

مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں اور عورت کو قبول کرنا شرط ہے بغیر اسکے قبول کیئے خلع نہیں ہو سکتا اور اس کے الفاظ معین ہیں ان کے علاوہ اور لفظوں سے نہیں ہو گا۔(۴)

خُلعَ: عورت کو مال کے عوض طلاق دینا۔(۵)

خُلعَ: عورت کا کسی معاوضے کے بدلے طلاق حاصل کرنا۔(۶)

اصطلاح میں خلع عورت سے کچھ لے کر اس کو نکاح سے آزاد کر دینے کا نام ہے۔یعنی ''خلع'' یا اس طرح کے کسی اور الفاظ سے نکاح ختم کر دینا جو عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہو خلع کہلاتی ہے۔

خلع کا ثبوت قرآن سے:۔

خلع سے متعلق رب تعالیٰ نے اپنی پیاری کتاب قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

''فَاِنْ خِفْتُمْ اَلاَّ یُقِیْمَا حُدُودَاللہِ فَاُولٰٓءِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ - (سورۃ البقرۃ :آیت ،229)

پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہیں حدود پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے، یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

شان نزول: یہ آیت جمیلہ بنت عبداللہ کے باب میں نازل ہوئی یہ جمیلہ ثابت بن قیس ابن شماس کے نکاح میں تھیں اور شوہر سے کمال نفرت رکھتی تھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اپنے شوہر کی شکایت لائیں اور کسی طرح ان کے پاس رہنے پر راضی نہ ہوئیں تب ثابت نے کہا کہ میں نے ان کو ایک باغ دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں اور مجھ سے علیحدگی چاہتی ہیں تو وہ باغ مجھے واپس کریں میں ان کو آزاد کر دوں جمیلہ نے اس کو منظور کیا ثابت نے باغ لے لیا اور طلاق دے دی اس طرح کی طلاق کو ''خلع'' کہتے ہیں۔(۷)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمہ اس واقعہ سے متعلق لکھتے ہیں۔

"اسلام میں یہ پہلا خلع ہوا"۔(۸)

خلع کا ثبوت حدیث شریف سے:۔

عن ابن عباس ان امر ا ۃ ثا بت بن قیس اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، فقالت : یا رسول اللہ، ثابت بن قیس ما اعتب علیہ فی خلق و لا دین و لکنی اکر ہ الکفر فی الاسلام فقال رسول اللہ ﷺ ، اتر دین علیہ حدیقتہ ؟ قالت : نعم، قال رسول اللہ ﷺ : اقبل الحد یقۃ و طلقھا تطلیقۃ ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! ثابت بن قیس کے اخلاق و دین کی نسبت مجھے کوئی کلام نہیں مگر اسلام میں کفران نعمت کو مین پسند نہیں کرتی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اس کا باغ (جو مہر میں تجھ کو دیا ہے) تو وہ واپس کر دے گی؟ عرض کی ہاں حضور نے ثابت بن قیس سے فرمایا باغ لے لو اور طلاق دے دو۔(۹)

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اس حدیث سے متعلق لکھتے ہیں اس حدیث کی روشنی میں یہ ہونا چاہیے کہ جب کسی عورت کو کسی طبعی ناہمواری کی وجہ سے شوہر ناپسند ہو اور یہ نفرت اس قدر بڑھ جائے کہ وہ اس نفرت کی وجہ سے شوہر کے حقوق ادا نہ کر سکے تو پھر وہ قاضی اسلام سے رجوع کرے اور قاضی مہر واپس کر کے شوہر سے طلاق دلا دے یاد رہے کہ یہاں قاضی شوہر سے طلاق دلوائے گا از خود نکاح فسخ نہیں کریگا۔(۱۰)

طلاق اور خلع کیوں مشروع کی گئی؟

اسلام کا منشاء یہ ہے کہ جو لوگ رشتہ نکاح میں منسلک ہو جائیں ان کے نکاح کو قائم اور برقرار رکھنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے اور اگر کبھی ان کے درمیان اختلاف یا نزاع پیدا ہو تو رشتہ دار اور مسلم سوسائٹی کے ارباب حل و عقد اس اختلاف کو دور کر کے ان میں صلح کرائیں اور اگر ان کی پوری کوشش کے باوجود زوجین میں صلح نہ ہو سکے اور یہ خطرہ ہو کہ اگر یہ بدستور رشتہ نکاح میں بندھے رہے تو یہ حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکے گیں اور نکاح کے مقاصد فوت ہو جائیں گے تو ان کی عدم موافقیت اور باہمی نفرت کے باوجود ان کو نکاح میں رہنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ اس صورت میں ان کی، ان کے رشتے داروں اور معاشرہ کے دیگر افرد کی بہتری اور مصلحت اسی میں ہے کہ عقد نکاح کو توڑ نے کے لئے شوہر کو طلاق دیے سے نہ روکا جائے۔ طلاق کے علاوہ عقد نکاح کو فسخ کرنے کیلئے دوسری صورت میں یہ ہے کہ عورت شوہر کو کچھ دے دلا کر خلع کرا لے اور تیسری صورت قاضی کی تفریق ہے اور چوتھی صورت یہ ہے کہ جن دو مسلمان حلموں کو نزاعی حالت میں یہ معاملہ سپرد کیا گیا ہو وہ نکاح کو فسخ کرنے کا فیصلہ کر دیں۔

طلاق کو مرد کے اختیار میں دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وقوع طلاق میں عورت کا بالکل دخل نہیں ہے عورت کو خلع کا اختیار دیا گیا ہے اگر عورت کو مرد کی شکل وصورت پسند نہ ہو یا کسی اور طبعی نامناسب کی وجہ سے وہ مرد کو ناپسند کرتی ہو تو وہ اپنا مہر چھوڑ کر یا کچھ اور دے دلا کر شوہر سے طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔(۱۱)

خلع کے اسباب اور تدارک:۔

خلع کا رجحان ہمارے معاشرے میں روز بہ روز بڑھتا جارہا ہے جسکی وجہ سے نا صرف میاں بیوی الگ ہوتے ہیں بلکہ دو خاندانوں میں کشید گیاں، نفرتیں اور برائیاں بڑھ جاتی ہیں اور سب سے بڑا نقصان بچوں کا ہوتا ہے۔ جو بچپن میں ہی باپ کی شفقت اور ماں کی محبت سے محروم ہو جاتے ہیں جس دور میں ان کو اپنے والدین سے محبت، شفقت اور الفت ملنی چاہیے، اس وقت اگر خلع ہو جائے تو ساری زندگی یہ بچے ماں کی مامتا اور باپ کے دست شفقت سے محروم رہتے ہیں کیونکہ خلع کے بعد اگر بچے ماں کے ساتھ ہوں اور وہ عورت دوسرا نکاح کر لے تو کیا معلوم کہ دوسرا شوہر ایک اچھا باپ بھی ثابت ہو۔ اسی طرح اگر بچے اپنے والد کے ساتھ ہوں اور خلع کے بعد وہ شخص دوسرا نکاح کر لے تو موجودہ حالات کے مطابق کیا دوسری بیوی ان بچوں کو ماں کی طرح محبت سے رکھے گی؟

اسی لئے خلع کے بڑھتے ہوئے رجحان کے متعدد اسباب ہیں جن کا احاطہ اس چھوٹے سے مضمون میں نہیں کیا جا سکتا اس لئے وقت کی نزاکت اور موضوع کی مناسبت سے چند اہم اسباب دور حاضر سے متعلق قلم بند کئے جاتے ہیں، ممکن ہیں جن کو پڑھ کر اس مسئلہ کو حل کرنے میں خاطر خواہ مدد ملے گی اور بالخصوص ہماری نوجوان نسل کو اپنے غصے پہ قابو پانے اور مزاج میں نرمی لانے میں مدد حاصل ہو گی اور خلع کی بڑھتی ہوئی شرح میں کمی کا سبب بنے گی اللہ رب العزت کی عطا سے نظر مصطفیٰ ﷺ سے اور بزرگوں کی دعا سے "انشاء اللہ"

علم کا فقدان:۔

طلاق و خلع کی شرح میں اضافے کا اصل اور سب سے اہم سبب علم و آگہی کا فقدان ہے۔ مرد اور عورت یعنی زوجین کا نکاح۔ طلاق اور خلع کے بنیادی مسائل سے لاعلم ہونا۔

یہاں علم سے مراد شریعت کا علم ہے کیونکہ اس کے حصول سے خلع، طلاق اور ازدواجی زندگی کے بہت سے مسائل آگہی ملتی ہے۔ علم کی اہمیت سے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد مبارک،

'طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ..... '' (۱۲)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔

اس حدیث کے تناظر میں فقہاء نے یہ مسئلہ بیان کیا کہ ہر مسلمان کیلئے ان امور کا علم حاصل کرنا فرض ہے، جن کا تعلق اس کی عملی زندگی سے ہو۔

اس بات کا خاص خیال رہے کہ یہاں دینی علوم مراد ہیں صرف دنیاوی نہیں دونوں علوم کا وقت کی ضرورت کے مطابق سیکھنا ضروری ہے، جہاں تک بات خلع کی شرح میں اضافے کی ہے تو اس کو سمجھنے کیلئے حال ہی میں ہونے والے ایک سروے رپورٹ کو سامنے رکھیں تو مسئلہ با آسانی حل ہو جائے گا۔ ملک کے لوگوں کو تین طبقات میں تقسیم کیا گیا پہلا اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ (High Class) دوسرا متوسط طبقہ (Middle Class) اور تیسرا ان پڑھ طبقہ (Lower Class) ان تینوں میں طلاق و خلع کی شرح کا جملہ موازنہ کیا گیا تو سب سے زیادہ طلاق و خلع کی شرح اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں میں ہے کیونکہ اعلیٰ طبقہ کے مرد و خواتین بالعموم انسانی جذبات اور احساسات سے عاری

ہوتے ہیں جسکی وجہ سے خلع و طلاق کی شرح کا تناسب بھی اسی طبقہ میں زیادہ ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس طبقہ کے تمام مرد اور خواتین ایک جیسے ہیں بلاشبہ اس طبقہ میں بھی ہزاروں شریف النفس اور مثالی جوڑے موجود ہیں۔

جبکہ درمیانی طبقہ کی خواتین و مرد ایثار و وفا کے پیکر ہوتے ہیں لیکن اس طبقہ میں بھی انتہائی فود غرض، بے رحم اور شقی القلب لوگ موجود ہیں۔ جب اس طبقہ سے کوئی خاتون اپنا مسئلہ لے کر دار الافتاء آتی ہے تو ہم اس سے پوچھتے ہیں کیا آپ اپنی ازدواجی زندگی سے ناخوش ہیں؟ کیا آپ خلع لینا چاہتی ہیں؟ تو اسکا جواب ہوتا ہے نہیں اگر مجھے طلاق ہو گئی تو میرے والدین پر کیا گزرے گی وہ تو کسی منہ دیکھانے کے لائق نہیں رہینگے اور میری چھوٹی بہنوں کے رشتے کا مسئلہ حل نہیں ہو گا لوگ کیا پوچھیں گے کہ بڑی بہن کو طلاق کیوں ہوئی یا اس نے خلع کیوں لی ضرور کوئی بات ہے۔ کیونکہ ہمارے معاشرے میں یہ رجحان عام ہے کہ مرد کے دامن پہ کتنے ہی داغ ہو پھر بھی وہ پارسا ہے لیکن اگر عورت کے دامن پر طلاق کا داغ لگا تو باقی زندگی اسکی اذیت اور مشکلات کا شکار ہو جاتی ہے۔

اور تیسرا طبقہ بھی اس مسئلہ میں آگے ہے کیونکہ ایک تو وہ ان پڑھ ہیں اور غربت کا شکار بھی اور ہمارے ملک کی آبادی کا بڑا حصہ اسی غریب طبقہ پر مشتمل ہے۔

اس کے ساتھ اگر ہم دینی تعلیمات سے آراستہ لوگوں کی بات کریں تو ان کے یہاں طلاق و خلع کی شرح نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ دینی تعلیمات پر عمل پیدا ہونے سے زوجین میں استقامت، رواداری اور شرم و حیاء کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں جو ایک دوسرے کا ہر حال میں ساتھ دینے کا جذبہ دیتی ہیں۔

کم علمی اور جہالت کی ایک مثال جو ہمارے ملک کے بیشتر علاقوں میں جہاں پنچائیت کا یا جرگے کا رواج ہے اور گاؤں کا سردار یا خاندان کا بڑا خود فیصلہ کرتا ہے۔ جو بعض اوقات یہ فیصلے شریعت کے خلاف ہوتے ہیں "مثلاً جب میاں بیوی میں کسی بات پر جھگڑا ہوا اور شوہر نے تین طلاقیں دے دی یا عورت نے مہر معاف کر کے خلع لے لی، جب یہ سب ہونے کے بعد خاندان کے بڑوں تک یہ مسئلہ پہنچتا ہے تو وہ کہتے ہیں کچھ نہیں ہوا یہ طلاق اور خلع نہیں ہوئی کیونکہ ہم سے مشورہ نہیں کیا اور ایک دوسرے کو معاف کر و اور ساتھ رہو تم بچوں کی زندگی کیوں تباہ کرنے میں لگے ہو ہم بڑے ہیں ہم فیصلہ کرینگے اور کسی کو بتانے کی ضرورت بھی نہیں خاص طور پر مفتیان اور علماء کو وہ خامخواہ تمہیں طلاق کا فتوی دے دینگے ان کا اور کام ہی کیا۔"

جب اتنی باتیں سننے کو ملے تو پھر بھلا کون طلاق اور خلع کا سوچے گا اور زوجین دوبارہ ایک ساتھ رہنے کو ترجیح دیتے ہیں معافی کے بعد، حالانکہ یہ مسئلہ اب معافی کا نہیں ہے اگر شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں تو بغیر حلالہ شرعی کے وہ ایک ساتھ نہیں رہ سکتے اور اگر خلع ہوئی ہے تو یہ طلاق بائین ہے جسکی عدت گزارنے کے بعد یہ دونوں باہمی راضی مندی سے دوبارہ نکاح کرینگے اور اب صرف دو طلاقوں کا اختیار ہو گا شوہر کو۔ ہمارے معاشرے میں ایسے کئی گھرانے ہیں جو ان حالات سے دوچار ہیں یہ سب جہالت اور کم علمی کا نتیجہ ہے جو ہمارے گھرانوں کو تباہ کرنے میں مصروف ہے۔

تدارک:۔

جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو ان کی روک تھام کیلئے لوگوں میں علم حاصل کرنے کا جذبہ بیدار کرنا ہو گا اور اس کام کو سب سے بہتر انداز میں علماء کرام و مفتیان عظام ادا کر سکتے ہیں۔ لوگوں کو نکاح کے فوائد طلاق اور خلع کے نقصانات بیان کریں اور ساتھ ہی جب نوبت علیحدگی کی آجائے تو طلاق اور خلع کی صورتیں اور شرعی طریقہ بھی بتادیں۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے طلاق و خلع سے پہلے جن تدابیر کا حکم دیا ہے وہ ان آیات کریم میں بیان کی گئی ہیں۔

والتی تخا فون نشو زھن فعظو من واھجر وھن فی المضا جع واضر بوھن، فان اطعنکم فلا تبغو ا علیھن سبیلا، ان اللہ کان علیا کبیرا ۔ وان خفتم شقا ق بینھما فا بعثو احکما من اھلہ و حکما من اھلھا ان یر ید ا اصلاحا یو فق اللہ بینھما ان اللہ کان علیما خبیرا۔

اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو، تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بے شک اللہ بلند بڑا ہے۔ اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مردوالوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیے گے تو اللہ ان میں میل کر دیگا بے شک اللہ جاننے والا خبر دار ہے۔(سورۃ النساء۔ آیت 34-35)

اس آیت مبارکہ میں طلاق و خلع سے قبل کی تدابیر بیان کی گئی ہیں کہ انسان غصے میں آکر طلاق نہ دے اور نہ ہی چھوٹی چھوٹی بات پر خفا ہو کے عورت خلع کا مطالبہ کرے بلکہ دونوں ایک دوسرے کو سمجھنے اور سمجھوتہ کرنے کی مکمل کوشش کرنی چاہیے نا کہ بات بات پر الگ ہونے کا اعلان کریں۔

اگر پھر بھی صلح کی کوئی راہ نہ نکلے تو دونوں کی طرف سے ایک ایک ثالث یعنی صلح کرنے والا مقرر کیا جائے، جو دونوں کے درمیان تصفیہ کرانے کی ہر ممکن کوشش کریں اور وہ یہ کام خلوص نیت اور صدق دل سے کریں پھر یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد بھی شامل حال ہو گی۔ اس بات کا انداز بیاں اتنا حسین ہے کہ اگر اس پر صحیح معنوں میں عمل کیا جائے تو معاشرے میں خلع اور طلاق کی شرح میں خاطر خواہ کمی ضرور واقع ہو گی اور اس طرح خلع کا مطالبہ کرنے سے پہلے عورت کو اور طلاق دینے سے پہلے مرد سوچنے سمجھنے اور اپنے بڑوں سے مشورہ کرنے کا پورا پورا موقع میسر ہو گا ورنہ طلاق یا خلع کے بعد سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

سسرالیوں کا ناروا سلوک:

سسرال عورت کا دوسرا گھر ہوتا ہے، جسکو بنانے کیلئے صرف پیسے کی ضرورت نہیں بلکہ پیار، محبت، الفت اور احترام بھی ضروری ہے۔ شادی کے بعد یہی عورت کا اپنا گھر ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں اس بات کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے کہ سسرال میں عورت کے ساتھ ناروا سلوک رکھا جاتا ہے ہر گھر میں نہ سہی لیکن ہر تیسرے گھر کا یہ معاملہ ضرور ہے، جبکہ سسرالی رشتے کی اہمیت کو اللہ رب العزت نے اپنی پیاری کتاب میں اس طرح بیان کیا۔

''وهو الذى خلق من الماء بشر اً فجعله نسبا و صهراً و كا ن ربک قد یر اً''
اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کی اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔
سورۃ الفرقان: آیت،(54)

اللہ تعالیٰ نے سسرال کے رشتے کو مقدس قرار دیا ہے اور نوع انسانی کی بقاء کا اور نسل انسانی کی افزائش کا ذریعہ بنایا ہے لیکن آج کے انسان نے جہاں دیگر رشتوں کے احترام کو پیروں تلے روند دیا وہی سسرالی رشتے میں بھی دراڑیں پیدا کر دیں۔

اکثر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ شوہر کی بہن یعنی نند اپنی بھاوج سے اچھے طریقے سے پیش نہیں آتی اور ساس بہو کی جنگ تو ہر دور میں قابل ذکر رہی ہے جب سسرال کا یہ رویہ ہو گا تو عورت کس طرح سسرال میں سکھ کا سانس لے گی۔ اس ہی کے ساتھ ساتھ خاص طور پر لڑکے کی والدہ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ بہو ہر بات میں ان کی پیروی کرے جب تو وہ اچھی بہو کہلانے کے لائق ہو گی اور جب بہو ان کے معیار پر اور امیدوں پر پورا نہیں اترتی تو ساس کا صرف ایک مطالبہ ہوتا ہے کہ بیٹا میں تیرے لئے اس سے بھی اچھی لڑکی تلاش کر لوں گی بس تو اس کو چھوڑ دے۔ اگر والدین اپنے روے ئے میں تبدیلی نہیں لاتے تو کئی دفعہ وہ بیٹے کے لئے آزمائش بن جاتے ہیں کیونکہ بیٹا اپنی انتہائی چاہت اور کوشش کے باجود بھی والدین کے ناروا سلوک سے تنگ آکر غلط فیصلے پر مجبور ہو جاتا ہے اور بیوی کو طلاق دے کر اپنے ہی ہاتھوں اپنے ہنستے بستے گھر کو اجاڑ دیتا ہے۔

یہ تصویر کا ایک رخ ہے جس میں عورت پر ظلم کی داستان رقم کی گئی ہے جبکہ اسکا دوسرا رخ، خود عورت کا غیر مناسب رویہ اپنے سسرال کے ساتھ ہے جو معاشرے میں بگاڑ کا باعث بن رہا ہے۔ یعنی عورت نہ اپنے شوہر کی عزت کرتی ہے اور نہ ہی ساس سسر اور دیگر سسرالیوں کی بلکہ بات بات پر طعنہ دیتی ہے کہ شادی سے پہلے آپ نے کہا تھا "رانی بنا کر رکھوں گا اور اب نوکرانی بنا دیا" میرا کام آپکا خیال کرنا ہے آپکے والدین اور بہن بھائیوں کا نہیں۔ اور ہر چھوٹی چھوٹی بات پر میکے آکر بیٹھ جانا پھر عورت کی ماں کا اس کو نیا سبق سیکھانا کہ اب اپنے شوہر کو الگ کر لے، اپنا الگ گھر بنا، پوری تنخواہ اپنے ہاتھ میں رکھ اور سارے خرچے خود کر یہ سبق گھر کو اجاڑنے میں جلتی پہ تیل کا کام کرتا ہے اور بسا اوقات ان حرکات وسکنات کا بہت برا نتیجہ ہوتا ہے جبکہ شوہر اپنے والدین سے الگ نہیں ہونا چاہتا اور بیوی کے حقوق بھی ادا کر رہا ہو پھر بیوی کے رویے میں لچک نہ ہو تو، بیوی خلع کا مطالبہ کرتی ہے اور طلاق لیکر اپنی ماں کے گھر جانے کو ترجیح دیتی ہے جو ماں کی غلط تربیت اور غلط طریقوں پر عمل کرنے کا نتیجہ ثابت ہوتی ہے۔

اگر ہم ان تمام باتوں پر غور و فکر کریں تو جواب با آسانی سمجھ میں آتا ہے کہ لڑکی کی ماں کی غلط باتیں خلع اور لڑکے کی ماں یا گھر والوں کی غلط تدابیر طلاق کی صورت میں نظر آتیں ہیں اور ایک یہ بھی وجہ ہے جو معاشرے میں خلع کی شرح میں اضافے کا باعث بن رہی ہے۔

تدارک:

ان مسائل کا حل مشکل نہیں ہم میں سے ہر ایک کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے ۔اور ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے گھر کو بچانے کی نا کہ تباہ کرنے کی۔ اگر لڑکی کسی بات پر ناراض ہو کر شوہر سے یا اسکی فیملی سے جھگڑا کر کے میکے آجائے تو اسکو سمجھا کر واپس سسرال بھیج دینا چاہیے اور اس طریقے سے اسکے شوہر سے بات کرنی چاہیے کہ بیٹا یہ مسائل کیوں جنم لے رہے ہیں ممکن ہے اس میں کوتاہی لڑکے کی یا اسکی والدہ یا بہنوں کی ہو۔ لیکن ہمارے معاشرے میں اسکے برعکس کیا جاتا ہے اگر لڑکی میکے آجائے تو ماں اس کو سمجھانے کے بجائے اس کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، طیش دلایا جاتا ہے اور جان بوجھ کر اسے تباہی کے دہانے پر پہچانے میں اہم کردار ادا کیا جاتا ہے۔

اور بات صرف میکے رکنے تک نہیں رہتی بلکہ لڑکی کو خلع لینے پر ضرور دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تو اس سے خلع لے اور بچے بھی اسکے گھر چھوڑ کے آنا میں تیرے لئے ایک سے ایک رشتہ لے آؤں گی۔

اب یہی بات ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچیں کہ اسلام کی منشاء کیا ہے؟ اگر ان باتوں کا حل یہی جذباتی فیصلوں پر منحصر ہوتا تو شریعت ہمیں ہر ناچاقی، جھگڑے اور پریشانی کا واحد حل طلاق یا خلع کی صورت میں بتاتی لیکن ہمارا پیارا دین ہمیں بسانا چاہتا ہے نا کہ اجاڑنا، اسلام نے تو ایسے معاملات میں Step by Step حل بتائیں ہیں کہ پہلے خود سمجھاؤ پھر نہ مانیں تو بستر الگ کر لو جو کہ ایک عورت کے لئے بہت بڑی سزا ہے اگر وہ سمجھے، پھر کہا کہ تادیباً مارو لیکن ایسا نہیں کہ جسم پر نشان آجائیں اگر پھر بھی بات نہ بنے تو دونوں خاندانوں میں سے بڑوں کو صلح صفائی کیلئے بلاؤ اور مسئلہ کو سلجھانے کی ہر ممکن کوشش کرو اور اگر نیک نیتی سے یہ کام ہو تو اللہ کی مدد شامل حال ہو گی۔ دین اسلام نے تو یہ طریقے بتائیں ہیں لیکن آج کے معاشرے میں تو صرف خانہ پوری کیلئے بات چیت کی جاتی ہے فیصلہ تو پہلے ہی ہو چکا ہوتا ہے اگر ان باتوں کو عملی زندگی میں جگہ دی جائے تو کسی حد تک خلع کی شرح کے اضافے میں کمی واقع ہو گی۔

اس ہی بات کو لڑکے والوں پر رکھ کر دیکھیں جب بہو کسی بات کو نہیں مان رہی تو ساس کا کام اپنی بہو کو سمجھانے کا ہے نا کہ ایک کی دس لگا کر بیٹے کے کان بھرے جائیں اور اسکو بیوی سے اتنا متنفر کر دیا جائے کہ وہ طلاق دینے کا ارادہ کر لے اور اسکے ساتھ ساتھ ماں، بیٹے کو یہ کہتی ہے کہ اسلام میں ماں کا مقام سب سے اعلیٰ ہے تو میرے کہنے پر اسکو طلاق دے دے۔ اب اس بات کو ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں دور حاضر کی کتنی مائیں اپنی بہوؤں کو طلاق اس وجہ سے دلاتی ہیں کہ وہ دین پر عمل نہیں کرتی یا صوم وصلوۃ کی پابند نہیں ہے۔ تو بات واضح ہو جائے گی کہ یہ امر شرعی مصلحت کے تابع نہیں بلکہ اس پر نفسانیت کا غلبہ ہے، ظلم اور صریح ناانصافی کا باعث ہے تو اس حکم کی تعمیل واجب نہیں۔ تاہم والدین کا احترام کرے اور ہر جائز امور میں ان کی فرماں برداری جاری رکھے اور نہایت نرمی اور تواضع کے ساتھ انہیں اپنا موقف سمجھانے کی کوشش کرے۔ کیونکہ شریعت کے جو عمومی احکام ہیں وہ یہ ہیں۔

ارشاد حق تعالیٰ ہے۔

تَعاوَ نُواْعَلَى الْبِرّ وَ التَّقْوىٰ وَلَا تَعَا وَ نُوْ اعَلَى اِلا ثِمِ والْعُدْوَانَ

"نیکی اور تقوے کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔" (سورۃ المائدۃ! آیت:2)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''لَا طَاعَۃَ فِی مَعْصِیۃِ اللّٰہِ اِنَّماَ الطَّا عَۃ فِی الْمَعْرُوف۔

"یعنی کسی ایسے امر میں مخلوق کی اطاعت لازم نہیں ہے (خواہ اسکا مرتبہ کتنا ہی بڑا ہو) جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لازم آتی ہو، لزوم اطاعت تو صرف نیک کاموں میں ہے۔" (۱۳)

ان تمام مسائل کا حل اسطرح بھی ہو سکتا ہے کہ اگر زوجین میں کسی بات پر ناچاقی اور نااتفاقی ہو جائے تو دونوں کے والدین کو بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر انداز کرنا پڑیگا۔

اگر ان کی کوئی بات یا عمل برا لگا ہو یا مزاج کے خلاف ہو تو اسکو اچھائی میں بدل دو۔

جیسا کہ ارشاد حق تعالیٰ ہے:

اِدْفَعْ بالتی ھِیْ اَحسَنُ۔

"اے سننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال"۔(سورۃ حٰم السجدۃ: آیت 34)

اسکی تفسیر میں صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمہ لکھتے ہیں:

"مثلاً غصہ کو صبر سے اور جہل کو حلم سے بد سلوکی کو عفو سے کہ اگر تیرے ساتھ کوئی برائی کرے تو معاف کر"۔(۱۴)

یہ اسلام کی تعلیمات ہیں۔ کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دو، لہذا ساس اپنی بہو کو اور بہو اپنی ساس کو اچھے اخلاق سے زیر کرنے اور ایک دوسرے کے دل میں گھر بنانے کی کوشش کریں تو بہت سے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔

"بہو اپنے سسرال کو اپنا گھر سمجھے اور ساس سسر کو والدین اور نندوں کو اپنی بہن کا درجہ دے اسی طرح ساس سسر، بہو کو بیٹی اور نندیں بھابھی کو بڑی بہن کا درجہ دیں تو ہر گھر گلزار ہو جائے گا۔"

میڈیا کا منفی کردار:۔

خلع کی شرح میں اضافے کا ایک سبب موجودہ فلمیں، ڈرامے اور میڈیا پر دکھائے جانے والے غیر حقیقی معاملات پر مبنی پروگرامز بھی ہیں۔ فلمی دنیا کے غیر اخلاقی اشتہاء انگیز اور اخلاق باختہ مناظر نے نہ صرف ہماری نئی نسل کے دل و دماغ کو ماؤف کر کے رکھ دیا ہے بلکہ شادی شدہ افراد کے ذہنوں کو بھی منتشر کر کے رکھ دیا ہے۔

اس دور میں جسطرح کے کردار ڈراموں میں دیکھائے جا رہے ہیں وہ ہماری نئی نسل کو نالج کم اور بے راہ روی زیادہ سکھا رہے ہیں۔ خلع میں اضافہ کا ایک اہم سبب ان ڈراموں میں خواتین سے ایسے کردار کرانا جو انہیں آزادی کے نام پر آوارگی اور بے راہ روی کی طرف لے جاتے ہیں اور نکاح کے بعد معاملات الجھاؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ میڈیا زیادہ تر ایسے پروگرامز ڈرامے اور فلمیں پیش کرتا ہے جس سے معاشرے میں اخلاقیات اور ادب واحترام کا خاتمہ ہوتا نظر آرہا ہے۔ جو ایک اہم سبب بن رہا ہے خلع کی شرح میں ضافے کا۔

تدارک:۔

ارباب اقتدار کی یہ ایک اہم ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے غیر اخلاقی پروگرامز ،ڈرامے اور فلمیں جو معاشرے میں اخلاقی تباہی، عریانیت اور آوارگی کا سبب بن رہے ہیں ان پر فی الفور پابندی لگائی جائے۔ اب تو معاذ اللہ ایسے مارننگ شوز آرہے ہیں جس میں شعائر اسلام اور مقدس ہستیوں کا مذاق اڑایا جارہا ہے اور بعض ڈراموں میں تو ایسے کردار پیش کیے جاتے ہیں جن سے اسلام کا غلط استعمال اور پیغام لوگوں تک پہنچایا جارہا ہے۔ ایسے لوگ جو معاشرے میں برائی، بے حیائی، فحاشی اور بیہودگی پھیلانے کا باعث بن رہے ہیں۔ ان سے متعلق ارشاد حق تعالیٰ ہے۔

اَنَّ الَّذِ یْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفاَ حِشَۃُ فِي اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَ اب'' اَلِیِھْم'' فِي الدُّنْیاَ وَ اْلاَ خِرۃِ ، وَاللہُ یَعْلَمُ وَاَ نْتُم لَاَتعلَمُون۔

وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بُرا چرچا پھیلے ان کیلئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔(سورۃالنور: آیت 19)

یہ تو ذمہ داری ارباب اقتدار کی بیان ہوگئی، بحیثیت مسلم ہماری کیا ذمہ داری ہے اور بحیثیت فرد ایک گھرانے کیلئے ہم نے کیا کرنا ہے۔ اگر چینلز پر اصلاحی پروگرامز نہیں آرہے تو کم از کم ہم اپنے گھر کی حد تک تو کنٹرول کرسکتے ہیں کہ غیر اخلاقی فلمیں اور ڈرامے نہ دیکھے جائیں اسلامک اور مہذب پروگرامز کو ان کی جگہ دیکھا جائے جس میں دین کی صحیح تعلیم بھی ملے اور اسلامی ثقافت سے آگاہی بھی۔

اپنے گھر والوں کو ان چیزوں کی افادیت جو معاشرتی اصلاح کا باعث بنے ان سے آگاہی دی جائے اور ہر قسم کی برائی سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ جو الیکٹرونک میڈیا اور پرنٹ میڈیا اور ساتھ ہی انٹرنیٹ اور موبائل کے غلط استعمال سے پھیل رہی ہے۔ کئی ایسے واقعات سامنے آئے ہیں جس میں عورت خلع کا بے جاء مطالبہ کرتی نظر آئی ہے اس وجہ سے کہ گھر والوں سے یعنی سسرال سے نہیں بنتی اور شوہر نے بیوی کو اس بات پر طلاق دی کہ اسکی شکل وصورت پسند نہیں وہ بھی شادی کے چند برس بعد۔

اب اگر بیوی کی سسرال سے نہیں بن رہی تو سمجھوتہ کرے اپنے شوہر اور بچوں کیلئے ورنہ الگ بھی رہ سکتی ہے سسرال سے لیکن اس صورت میں شوہر کو اپنے والدین کے حقوق کا بھی خاص خیال رکھنا ہوگا۔ اگر کوئی شرعی وجہ نہ ہو صرف بیوی کی صورت پسند نہ ہو تو اسکو طلاق نہ دو ہو سکتا ہے اللہ نے اس میں اور کوئی خوبی یا بھلائی رکھی ہو، ہو سکتا ہے اسی عورت سے بہت سے حسین و جمیل اور نیک سیرت اولاد پیدا ہو جو تمہاری تسکین طبع کا باعث بنیں اور ان کی نیکیاں تمہارے لئے صدقہ جاریہ بن جائیں۔

اس بات کو رب تعالیٰ نے ان الفاظ کے ساتھ نہایت خوبصورت انداز میں بیان کیا۔

وَعَاشِرُ وْھُنَّ بالِمْعْر وُفِ ، فَاِ نْ کَرِ ھْتُمُوْ ھُنَّ فَعَسٰی اَنْ تُکرْ ِھُوْا شَیاوّ یَجْعَلَ اللہُ فِیِہِ خَیَر اَکَثیراً

اور ان سے اچھا برتاؤ کرو، پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔(سورۃالنساء: آیت 19)

یہاں پروردگار عالم نے مردوں کو عمومی حکم دیا ہے کہ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی گزارو، اس سے مراد ہر طرح کی نیکی اور حسن سلوک ہے اور وہ تمام باتیں شامل ہیں جو ازدواجی زندگی کو کامیاب بنانے کیلئے ضروری ہیں۔ یہ حکم مردوں کو ہے کہ وہ عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت کا معاملہ کریں۔ جبکہ عورتوں کو حکم دیا گیا اور بیوی کی ذمہ داریوں کو اس طرح بیان کیا۔

فَالصَّالِحَا تُ قَا نِتَا ت حَا فِظَات'' لِلْغَيْب بِمَا حَفِظَ الله ۔

تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں۔ جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا ہے۔

(سورۃ النساء آیت 34)

اس آیت مبارکہ میں عورت کی پہلی ذمہ داری بحیثیت بیوی اپنا رویہ درست رکھنا ہے، شوہر کا ادب کریں اسکے معاملات میں اسکا ہاتھ بٹائیں اور اسکی دلجوئی کی ہر ممکن کوشش کرے تاکہ شوہر اس پر مکمل اعتماد کرے اور اسکو عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھے۔

اسی طرح ارباب اقتدار کو یہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہیے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلَا فَكلكُم رَاعِ وَكُللَمُ مَسؤ ل عن رعيته

تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اسکی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔(۱۵)

مفتی سید صابر حسین صاحب زوجین کی ذمہ داری سے متعلق لکھتے ہیں:

میاں بیوی میں اس وقت تک پائیدار محبت قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ دونوں ایک دوسرے کا دل سے احترام نہ کریں اور ایک دوسرے کو حسن سلوک سے اپنا گرویدہ نہ بنالیں اور زوجین کے درمیان باہمی احترام و عزت کا رشتہ تب ہی مضبوط ہوگا، جب ایک دوسرے کے حقوق پورے کرینگے۔(۱۶)

خلع کے الفاظ:

احناف کے نزدیک خلع کے لئے پانچ الفاظ ہیں:

خالعتک (میں نے تم کو خلع دیا)

باینتک (میں نے تم سے باہم علیحدگی اختیار کی)

بارئتک (میں نے تجھ سے باہم برات حاصل کی)

اور خرید و فروخت کے الفاظ سے مثلاً بیوی کہے:

میں نے تجھ سے اتنے روپیہ کے عوض طلاق خریدی

یا شوہر کہے: میں نے تجھ سے طلاق اتنے روپیہ کے عوض فروخت کی۔(۱۷)

خلع کا رکن:۔

خلع کے رکن سے متعلق علامہ کاسانی علیہ رحمہ لکھتے ہیں:

واما رکنہ فھو الایجا ب والقبول لا نہ عقد علی الطلا ق بعو ض فلا تقع الفر قۃ ولا یستحق العو ض بد ون القبول

"رہا خلع کا رکن تو وہ ایجاب اور قبول ہے، اس لئے کہ یہ معاوضہ کے ساتھ طلاق کا معاملہ ہے، لہذا بغیر قبول کے علیحد گی واقع نہیں ہو گی۔(۱۸)

خلع کا حکم:۔

"مال کے بدلے میں طلاق دی اور عورت نے قبول کر لیا تو مال واجب ہو گا اور طلاق بائن واقع ہو گی۔" (۱۹)

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب خلع کے رکن سے متعلق لکھتے ہیں:

واضح رہے کہ فقھاء کی اصطلاح میں کسی عمل کا رکن وہ چیز ہوتی ہے جس کے بغیر اس عمل کا شرعی وجود (Legal Entity) ہی نہیں ہو تا، مثلاً سجدہ نماز کا رکن ہے اس لئے سجدہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، اسی طرح ایجاب و قبول خلع میں بھی رکن ہیں جس کے بغیر خلع نہیں ہو سکتا۔(۲۰)

خلع سیرت کے آئینے میں:۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت انسانیت کیلئے مشعل راہ ہے، آپ ﷺ نے زندگی کے ہر گوشے میں رہنمائی فرمائی۔ خلع سے متعلق بھی آپ علیہ اسلام کی جامع تعلیمات ہیں۔ آپ ﷺ کے دور مبارک میں بھی خلع کا مسئلہ آیا تھا جو حضرت ثابت بن قیس کی زوجہ لے کر آئیں تھیں وہ حدیث ہم اپنے مضمون کے شروع میں تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔ تو اس مسئلہ پر سرکار دو عالم ﷺ نے ان کی زوجہ سے کہا کہ تم وہ باغ جو حق مہر میں تجھے دیا گیا تھا اپنے شوہر کو واپس کر دو گی انہوں نے عرض کی ہاں پھر حضور ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس سے فرمایا باغ لے لو اور طلاق دے دو۔ اسلام وہ واحد دین ہے جو انسان کی زندگی کے تمام امور کو احسن طریقے سے انجام دینے کا درس دیتا ہے۔ طلاق دینا مرد کا کام یعنی طلاق دینے کا اختیار مرد کے ہاتھ میں ہے لیکن اسلام نے عورت کو بھی حق دیا ہے کہ وہ خلع لے سکتی ہے۔

جب حدود اللہ کو قائم کرنے میں مشکلات کا سامنا ہو یعنی وہ شوہر سے طلاق کا مطالبہ (خلع) کر سکتی ہے یہ اسلام کی خوبصورتی ہے کہ اس نے دونوں کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھا۔ حضور علیہ السلام نے اس مسئلہ میں دونوں کی رائے لی اور پھر شوہر سے طلاق دینے اور بیوی کو حق مہر لوٹانے پر آمادہ کیا اور خلع ہوئی۔

مندرجہ بالا سطور میں خلع کی شرح میں اضافے کے چند اسباب اسکا بڑھتا ہوا رجحان اور اسکے تدارک بیان کئے گئے ہیں اور اس مسئلے کو موجودہ حالات کے تناظر میں لکھا ہے آخر میں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس چھوٹی سی کوشش قبول فرمائے اور لوگوں کی اصلاح کا سبب بنائے، میری، میرے والدین، اساتذہ اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حوالہ جات

القرآن الحکیم

احمد رضا، امام اہلسنت ابن نقی علی خان قادری بریلوی، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

۱۔ المطرزی: المغرب، صفحہ 165، جلد 1، دکن، سنہ ۱۳۲۸ء۔ المطبعہ الامیریۃ

۲۔ ابن ہمام، علامہ کمال الدین حنفی، فتح القدیر، المطبعہ الامیریہ ۱۳۱۶ء۔ جلد، 3، صفحہ 199

۳۔ اصفہانی، حسین بن محمد راغب، مفردات القرآن (اردو)، جلد، اول، صفحہ 312، مطبوعہ، شیخ شمس الحق، کشمیر بلاک اقبال ٹاؤن لاہور، ترجمہ وحواشی، مولانا محمد عبدہ، فیروز پوری

۴۔ اعظمی، مولانا محمد امجد علی، بہار شریعت، مونال پبلی کیشنز، راولپنڈی، خلع کا بیان، جلد اول، صفحہ، 617

۵۔ الیسوعی، لوئیس معلوف، المنجد عربی۔ اردو۔ گیارھویں طبع ۱۹۹۴ء دار الاشاعت کراچی

۶۔ جہانگیر، جہانگیر اردو لغت، نیاز جہانگیر پرنٹرز، لاہور صفحہ 709

۷۔ مراد آبادی، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن۔ نور القرآن، دار القرآن پبلشرز، لاہور، سن اشاعت جولائی 2008، تفسیر سورۃ البقرۃ، آیت، 29 2

۸۔ نعیمی، مفتی احمد یار خان، تفسیر نعیمی، مکتبہ اسلامیہ گجرات پاکستان، جلد، 2،، تفسیر سورۃ البقرۃ، آیت، 29 2

۹۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، موسوعۃ الحدیث الشریف، الکتب الستۃ، مکتبہ دار السلام، ریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، بالطبعۃ الرابعۃ کتاب الطلاق، باب الخلع وکیف الطلاق فیہ، حدیث نمبر 5273

۱۰۔ سعیدی، علامہ غلام رسول، شرح صحیح مسلم، الطبع الثالث عشر، شعبان، 1427ھ، فرید بک اسٹال، لاہور، جلد، 3 صفحہ نمبر 1006

۱۱۔ سعیدی، علامہ غلام رسول جلد 3، صفحہ 1004-1006

۱۲۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ فرید بک اسٹال لاہور کتاب العلم، جلد اول صفحہ 951

۱۳۔ مسلم، ابو الحسین، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ وتحریمھا فی المعصیۃ، حدیث نمبر 1840، موسوعۃ الحدیث الشریف۔

۱۴۔ مراد آبادی، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، تفسیر سورۃ حم السجدۃ، آیت 34

۱۵۔ مسلم۔ ابو الحسین، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامیر االعادل وعقوبہ الجائر، والحث علی الرفق بالراعیۃ، والنھی عن ادخال المشقۃ علیھم۔ حدیث نمبر: 1829، موسوعۃ الحدیث الشریف۔

۱۶۔ مفتی، سید صابر حسین، طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح، اسباب ومحرکات اور تدارک، شعبہ نشر واشاعت، المنیب شریعہ اکیڈمی کراچی، سن اشاعت: 2012ء، صفحہ 74۔

۱۷۔ رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، قاموس الفقہ، زمزم پبلیشر، کراچی۔ جلد سوم، صفحہ، 363

۱۸۔ کاسانی، علامہ ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، کتاب الطلاق، جلد 3، صفحہ نمبر 145۔

۱۹۔ ملا نظام الدین و علمائے ہند، فتاوی ھندیہ، دار الفکر، بیروت، لبنان 1411ھ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع ومافی حکمہ، الفصل الاول، جلد 1، صفحہ 495۔

۲۰۔ عثمانی، مفتی محمد تقی عثمانی، اسلام میں خلع کی حقیقت، میمن اسلامک پبلیشر۔ صفحہ نمبر 34۔